بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترکوں کا انتخاب

از

مولانا محمدؐ علی جوہر مرحوم

مرتّب

مولانا حکیم حبیب احمد ندوی

ملنے کا پتہ

کتابی مرکز لمیٹڈ

محمدی ہاؤس۔ کراچی

(ایجوکیشنل پریس کراچی)

اسیرانِ کراچی

جناب رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر — جناب شیر اسلام مولانا شوکت علی

ترکوں کا انتخاب

از مولانا محمد علی جوہر

نوحۂ غم بر وفات مجاہد اعظم مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ

خبر مرنے کی اس کے سن کے سب کا حال ہے ابتر | کہ جان دی قوم کی خاطر نثار اس کے کل مال و زر
بنا اپنی تمدن سے وہ اہل ہند کا لیڈر | وہ تھا اسلام کا حامی مسلمانوں کا تھا رہبر

نہیں بے وجہ ہر جلسہ میں ہر اک پہ وہ غالب تھا
تھی طینت پاک و صاف اس کی وہ آزادی کا طالب تھا

مؤثر تھیں وہ تقریریں اتر آتی تھیں ہر دل میں | وہ کام آتا تھا جان و مال سے مسلم کی مشکل میں
کبھی ہارا نہ جی اس کا کسی دشوار منزل میں | دکھایا فرق یورپ جا کے اس نے حق و باطل میں

کسی کا خوف کیا ہوتا وہ تھا اسلام کا بندہ
مئے وحدت کا پیاسا شرع کے احکام کا بندہ

نہ جب بحر ہزج میں نام نامی اس کا در آیا | محمد اور علی کو پھر ملایا نام بر آیا
سنا جس نے خبر مرنے کی غم سے کر وہ گھر آیا | کوئی سر پیٹتا آیا، کوئی با چشم تر آیا

اسی کی موت سے کہرام ہے سارے زمانے میں
بشر کیا بلبلیں بے چین ہیں سب آشیانے میں

صداقت سے نہیں بہتر کوئی کونین میں دولت | رہے گا یاد عالم کو وہ دی اللہ نے عزت
کہاں سے وہ کہاں پہنچا یہ ہے معبود کی رحمت | مرا لندن میں اور بیت المقدس میں ہوئی تربت

رہیں گے منتظر سب حور و غلماں اس کے جنت میں
اٹھے گا ساتھ پیغمبر کے میدان قیامت میں

ثنا واعظ نہیں ممکن ہے اس نایاب جوہر کی | سیاست داں تھا کیوں کرتا گدائی وہ کسی در کی
نظر اس پر پڑے گی شوق سے ہر اک سخنور کی | ششم مصرع میں لکھ تاریخ رحلت اپنے رہبر کی

ہے شامل آپ کے یاد اس کی مسجد اور شوالے میں
کہوں کیا میں لاکھوں خوبیاں تھیں مرنے والے میں

۱۹۲۵
۶
۱۹۳۱ء

واعظ عظیم آبادی

متحدہ ہندوستان نے چند فقید المثال ہستیاں پیدا کیں جنھوں نے برصغیر کی ذہنی، فکری اور سیاسی تاریخ کا رخ بدل ڈالا۔ ان ممتاز زعمائے ملت میں رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر کا اسم گرامی سرفہرست نظر آتا ہے۔

مولانا محمد علی جوہر کے متعلق انگریز انشا پرداز اور مورخ ایچ جی ویلز (H. G - WELLS) نے کہا تھا۔

"مولانا محمد علی نپولین کا دل، برک کی زبان اور میکالے کا قلم رکھتے تھے۔"

ع دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان

مولانا نے اسلامی سیاست اور ملکی خدمت کا آغاز علیگڑھ یونیورسٹی سے کیا۔ علی گڑھ اور آکسفورڈ یونیورسٹیوں سے فارغ ہوکر، ملازمت پہلے رام پور پھر ریاست برودامیں کی لیکن ملکی خدمت کے لئے جلد ہی ملازمت ترک کردی۔ ۱۹۰۶ء میں جب ڈھاکہ میں مسلم لیگ بنی تو اس کے بانیوں میں مولانا محمد علی بھی تھے۔ اور پورے ایک جگ مولانا مرحوم نے ہندو پاک کے معاملات میں نہایت ممتاز کردار ادا کیا۔

۱۹۱۱ء میں کامریڈ نکالا جو ہندوستانیوں اور یورپین باشندوں میں یکساں طور پر مقبول ہوا۔ کامریڈ کے نکلنے میں اگر گھنٹہ دو گھنٹہ تاخیر ہوجاتی تو وائسرائے ہند کی اہلیہ لیڈی ہارڈنگ ٹیلیفون پہ ٹیلیفون کرتیں۔ حکومت ہند کے رکن مالیات سرولسن جب لندن روانہ ہوئے تو ان کو اپنے دوست کے لئے ہندوستان سے تحفہ دینے کے لئے

کامریڈ سے بہتر اور کوئی چیز نظر نہ آئی۔ کامریڈ ہی سے مولانا مسلمانانِ برصغیر کے ہی نہیں بلکہ دنیائے اسلام کے ممتاز و محبوب رہنما اور لیڈر بن گئے۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ملک و ملت کی ترجمانی کا ایک ذریعہ سمجھ کر "کامریڈ" اور "ہمدرد" نکالا تھا۔ چنانچہ اٹلی نے طرابلس پر چڑھائی کی، اور بلقان سے عیسائیوں نے ترکوں سے بغاوت کر دی۔ ۱۹۱۴ء میں دورانِ جنگ میں "لندن ٹائمز" نے چوائس آف دی ٹرکس" (CHOICE OF THE TURKS) کے عنوان سے (جس کا ترجمہ آپ کے سامنے ہے) اداریہ شائع کیا جس میں ترکوں کو دھمکی دی گئی۔ مولانا نے اس مضمون کا ردِ جواب (REJOINDER) مسلسل ۴۰ (چالیس) گھنٹہ کی محنت شاقہ کے بعد تیار کیا جبکہ وہ ذیابیطس کے موذی مرض میں مبتلا تھے اور سفر کے دوران مضمون کا پروف درست کیا اگرچہ اس وقت وہ اپنے حقیقی اور واحد بہنوئی کی وفات پر ان کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی غرض سے رام پور جا رہے تھے، اس مضمون میں انھوں نے ایک طرف ترکوں کو صلح اور نرمی کا مشورہ دیا اور دوسری طرف ٹائمز کو خاطر خواہ جواب دیا۔ قبل اس کے کہ یہ مقالہ انگریزی سے اردو میں منتقل ہوتا اور "ہمدرد" کے صفحات کے ذریعہ غیر انگریزی داں طبقہ تک پہنچتا حکومتِ ہند کی جانب سے ضبط کر دیا گیا۔ اور یہ مضمون اردو زبان میں عوام تک نہ پہنچ سکا۔

اخبار "کامریڈ" کی پہلی اشاعت میں لکھا تھا "ہم اس نعرے کے بالکل قائل نہیں ہیں، ہندوستان متحدہ ہے۔ ہندوستان کے مسائل بین الاقوامی نوعیت کے ہیں لیکن جب یورپ کے سیاست داں قومی دشمنوں اور متضاد مفاد کی مسلسل جنگوں سے گھبرا کر مایوس نہیں ہوئے تو پھر ہم کیوں اپنے اس تنازعات سے مایوس ہو جائیں کم از کم کینیڈا (CANADA) جیسی یگانگت تو بہر حال ہم حاصل کر ہی سکتے ہیں جو

ایک سے زیادہ قومی اور مختلف تصورات و عقائد کا گہوارہ ہے۔"

چنانچہ مولانا نے گاندھی جی اور کانگریس سے ہر طرح سے رابطہ بڑھایا اور مولانا کے خلاف انگریزی حکومت نے قید و بند کی سزائیں دیں۔ مولانا کے ساتھ ان کے بھائی مولانا شوکت علی بھی صعوبتیں خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے رہے یہ دونوں بھائی خلافت کے بانی اور علمبردار تھے۔ غیر منقسم ہند کی تاریخ سیاست میں بالکل نئی طرح تیس ۳۰ ہزار مرد اور عورت ایک اشارے پر جیلوں میں چلے گئے اور برطانوی حکومت تقریباً مفلوج ہو کر رہ گئی مولانا نے اس طرح یہ بات واضح کر دی کہ ان کی سیاسی زندگی دو حصوں میں منقسم ہے۔

"مجھ پہ برابر کے دو ایسے دائرے محیط ہیں جن کے مرکز بالکل الگ الگ ہیں ان میں سے ایک دائرہ وطن ہندوستان ہے اور دوسرا دائرہ دنیائے اسلام۔ پہلا دائرہ میرے جسم پر محیط ہے اور دوسرا دائرہ میری روح پر۔"

لیکن آہستہ آہستہ مولانا بھی کانگریس سے مایوس ہو گئے اور مولانا نے محسوس کر لیا کہ متحدہ ہندوستان کا تصور ایک فریب نظر ہے چنانچہ سنہ ۱۹۲۴ء میں مولانا نے مسلم لیگ کے اجلاس میں بمبئی میں تقسیم ہند کی طرف اشارہ کیا اور قسطنطنیہ سے دہلی تک مسلم راج کے تذکرے کئے۔

آخر میں، میں اپنے نوجوان عزیز رشید الدین احمد صدیقی ایم، اے، بی، ٹی کا دل سے شکر گزار ہوں کہ میرے کہنے سے آں عزیز نے مولانا محمد علی مرحوم کے اس اہم مقالہ کا انگریزی سے سلیس وصاف اردو میں ترجمہ کیا اور تمام اردو داں طبقہ کو اس مرد مومن کے اعلیٰ سیاسی نظریہ سے روشناس کرانے میں گہرا حصہ لے کر ثواب دارین کمایا۔

میں اپنے تمام نوجوان بھائیوں کے سامنے بھی اس مقالے کو پیش کر کے ان سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ بھی اپنے رہنماؤں اور دوسرے اعلیٰ علمی و سیاسی مفکرین کے مقالات کا ترجمہ کر کے قوم کی سیاسی بیداری میں حصہ لینے کے ساتھ ہی رشید الدین جیسے مخلص نوجوان کے نقش قدم پر چل کر ملک و ملت سے اپنے صحیح اخلاص و محبت کا ثبوت پیش کریں گے اور دوسری زبان کے حصول کے اصل مقصد کو عملاً اور مثال بن کر واضح کریں گے ۔

فقط

حبیب احمد ندوی
۴ر جنوری سنہ ۱۹۶۶ء

"ترکوں کا انتخاب"

ترکوں کو کسی فریب میں مبتلا نہیں رہنا چاہئے وہ دوراہے پر کھڑے ہیں اگر وہ جرمنی کی ایماء پر جنگ کا انتخاب کرتے ہیں تو وہ بحیثیت مملکت اپنے وجود کو خطرے میں مبتلا کریں گے۔ اتحاد ثلاثہ[1] (TRIPPLE ENTENTE) کی طاقتوں کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ انگلستان کو ہمیشہ تشویش رہی ہے کہ ان کو اصلاح کی راہ پر امن واماں میں ترقی کرتا ہوا دیکھے۔ وہ اور اس کے تمام اتحادی اب یہ چاہتے ہیں کہ ترکی کو پوری جنگ میں اپنی غیر جانبداری قائم رکھنا چاہئے اور اپنے بلقانی پڑوسیوں پر حملہ کرنے سے باز رہنا چاہئے۔ اس واضح اور بے تکلف مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے وہ (انگلستان اور اتحادی) ایک بڑی قیمت کی پیشکش کرتے ہیں۔ وہ اس کے ترکی علاقوں (DOMINIONS) کی سالمیت اور آزادی کی ضمانت کے لئے تیار ہیں، کھل کر مالی مدد دینے کو تیار ہیں اور بلاشبہ ان استبدادیہ مجبوریوں سے بھی رہا کرنے کو تیار ہیں جو جرمنی نے یکطرفہ طویل معاہدوں سے اس (ترکی) پر حاوی کر رکھے ہیں۔ ان تمام مفاد اور انگلستان فرانس اور روس کی خوشنودی کے ساتھ ترکی کو اس طرح کامرانی حاصل ہو سکتی ہے کہ وہ صرف خاموش بیٹھا رہے اور ان وعدوں کو پورا کرد جن کو خلوص کے

---

[1] TRIPPLE ENTENTE سنہ ۱۹۰۷ء میں، قیصر ولیم کی سرگرمیوں کی روک تھام کے لئے انگلستان اور روس کے درمیان فرانس نے سمجھوتہ کرانے کے بعد ایک نئی طاقت کو شکل دی۔ بالفاظ دیگر اس کو اتفاق ثلاثہ کہتے ہیں۔

ساتھ کیا ہے۔ اگر ترکی مستعجل ہے کہ ان کو (دعدوں) بحقارت رد کرنے میں انگلستان اور اس کے اتحادی کی خواہشوں کو رد کرنے میں اور خطرے کی پالیسی میں مبتلا ہوتے ہیں، تو اس کی تباہی اس کے سر پر ہے۔ بحری فتح جس کی آج ہم اطلاع دیتے ہیں اور گوبین (GOEBEN) [1] فراریوں کا منظر ترکی کو اس امر کی یاددہانی کرتا ہے اس کو سمندر اور خشکی دونوں طرف دھیان رکھنا چاہیئے تین طاقتیں جو اس کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا سکتی ہیں وہ بالکل معاف نہ کریں گی۔ اگر ترکی نے ان کے ساتھ دشمنوں جیسا سلوک کیا۔ یہ ترکی کے لئے ہے کہ خوب اچھی طرح سمجھ لے۔ قبل اس کے چشمک ہو کہ کیا نتائج ہوں گے جبکہ وہ ایشیائے کوچک، عرب اور یورپ میں ان کی راہ میں حارج ہوگا۔ ان تمام علاقوں میں ترکی پر آسانی سے حملہ ہو سکتا ہے اور یہاں کسی حصہ میں بھی جرمنی یا آسٹریا ہنگری میں ازلی دشمنوں سے پراثر مدد کی امید نہیں ہو سکتی۔ اگر ترکی بالقصد ثلاثی طاقتوں (ENTENTE POWERS) کو اکساتا ہے تو وہ چیلنج قبول کریں گی اور ان کی نصرت کا مطلب، سلطنت عثمانیہ کا عالمی مملکتوں سے مٹ جانا ہوگا۔ جرمنی ترکوں کو ورغلا رہا ہے کہ ثلاثی طاقتوں کو للکارے۔ لیکن اس سے ترکی سیاست نے اس مشورے کی قیمت سمجھ لی ہوگی جو برلن سے اس کو موصول ہوتے ہیں۔

---

[1] GOEBEN جرمن جنگی جہاز (بحریہ) گوبین اور برسلا (BRESLAU) میسینا (MESSINA) سے ۷ اگست ۱۹۱۴ء کو فرار ہوئے۔ بحیرہ ایجئین (AGEAN SEA) کی جانب کوچ، اور قسطنطنیہ پر یورش کا فیصلہ جو گھبراہٹ اور شکست خوردگی کا مظہر تھا وہ جرمنی کے لئے کارگر ہوا۔ سبلائم بندر (SUBLIME PORTE) پر جہازوں کی آمد نے ترکی پر نتیجہ خیز اثر دکھایا جبکہ ترک تذبذب کے عالم میں تھے آیا وہ مرکزی طاقتوں EUROPEAN CENTRAL POWERS) سے اپنی قسمت وابستہ کریں یا نہیں۔

اس شہر (برلن) سے ترکی کا پورا اختلاط ایسا سپاٹ ریکارڈ ہے جو جرمنی کی عدم اعتمادی اور فریب سے، اور ترکی کی خوش اعتقادی اور نقصان سے پُر ہے۔ ان دونوں سے جبکہ فریڈرک اعظم نے پولینڈ کی تقسیم کی سازش کی تیاری ہیں، آسٹریا کو ورغلایا کہ ترکی اتحاد سے منحرف ہو جائے اور ترک کردے اور اس نے بحر اسود کے حصاروں پر روسی قبضہ کے لئے سہولت فراہم کی؟ عبدالحمید اور بغداد ریلوے رعایت کے زمانے تک، ترکوں کو جرمنی سے کیا فائدہ حاصل ہوا؟ تمام زیاں ترکی کے حصّہ میں اور تمام نفع جرمنوں کو ہوا۔ وہ (ترک) کٹھ پتلی رہے ہیں، پہلے روس کی یورپی پالیسی کے اور بعد میں، اب جرمنوں کی عالمی پالیسی کے۔ اب برلن ایسی راہ پر لانا چاہتا ہے جہاں بمشکل ان کا (ترکوں) کوئی فائدہ تصور کیا جا سکتا ہے اور وہ اس راہ پر اپنے وجود کو خطرے میں مبتلا کریں گے۔

فیصلہ ترکوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان کو خوب اچھی طرح غور و فکر کر لینا چاہیے۔ قبل اس کے کہ وہ ہمارے خلاف فیصلہ دیں کیونکہ یہ تباہ کن اور ناقابل تلافی ہوگا۔ جو مشورہ جرمن دیتے ہیں وہ بہترین ہے لیکن جرمنی کے لئے کوہ قاف اور مصر میں انحراف، اور شمالی افریقہ میں ممکنہ مقدس جنگ، جرمنی کی عسکری اقدامات کے لئے، سودمند ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ مہمات ترکی دوستوں کے لئے کس قدر فوری اور گراں تادیب کا باعث ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ان میں سے ایک بھی طریقہ کار ترکی کے لئے ذریعہ منفعت ہو۔ دس سال پہلے روسی آرمینیوں کے حملے کی صورت میں آرمینیوں کی ہمدردیاں حاصل ہو سکتی تھیں۔ لیکن اب وہی ہمدردیاں سرحد کے دونوں طرف زار کی نوجوں کے لئے خوشی کے ساتھ ہوں گی۔ مصر میں ہم ترک جرمن سازش سے

بخوبی واقف ہیں۔ ہم ان تمام باتوں سے واقف ہیں کہ کون ترکی اسٹاف افسران وہاں گئے ہیں۔ کس نے ان کو بھیجا ہے۔ کن کے ایماء پر وہ بھیجے گئے ہیں اور ان کا کیا کام ہے؟ ہم جانتے ہیں کہ جرمن ترکوں کو مشتعل کرتے رہے ہیں کہ وہ (ترک) شام (SYRIA) کی جانب سے حملہ کی کوشش کریں ——— ایک پرخطر کام، جیساکہ نپولین نے ان کو سکھایا ——— جبکہ جاسوسوں کا کام مکمل ہو جائے؟ اور ہم نے معتبر ذرائع سے سنا ہے کہ ترک اپنی افواج اس صوبے میں جمع کرتے رہے ہیں۔ ہم نے جو اقدامات بطور پیش بندی، قاہرہ میں پہلے ہی اختیار کئے ہیں اس سے تمام متعلقین کو سبق حاصل ہونا چاہئے کہ ہم غافل نہیں ہیں اگر ضرورت ہوئی تو سخت ترین قدم اٹھانے سے گریز نہ کیا جائے گا۔ حجاز ریلوے تک پہنچنا مشکل نہیں ہے اور یمن کے عرب، ترکی حکومت کے خلاف جو بغاوت پہلے ہی شروع ہے۔ اس میں حوصلہ افزائی کا استقبال کریں گے۔ یمنی عرب بھولتے نہیں۔ نہ تو بقیہ دنیائے اسلام، اس دوستی کو جو ہم نے برتی اگرچہ کمیٹی آف یونین اینڈ پروگرس (COMMITTEE OF UNION AND PROGRESS) کے روشن دماغ قائدین اس دوستی کو نظر انداز بھی کر دیں اور ان کو دوستی کا ثبوت یاد ہے جو حال ہی میں ہم نے عزیز علی، ایک عرب کو استنبولی دشمنوں سے بچا کر دیا۔ بنگال کے مسلمانوں نے GRAND VAZIR (وزیر اعلیٰ) کو جو پیغام بھیجا۔ اس میں انھوں نے مطلع کیا کہ وہ تاج (CROWN) سے وفاداری کو اپنا عظیم ترین فرض تصور کرتے ہیں اور انگلستان اور ترکی کے درمیان کسی قسم کی بیگانگی پر اظہار افسوس کرتے ہیں۔ کمیٹی کو یاد ہونا چاہئے کہ دوستی کی کس قدر گہری تحسین و توصیف ہے جہاں کہیں ہم سے اس کا تعلق ہے۔ وہ لالچ جس سے انور بے (ENVER BEY)

اور ان کے ساتھی بٹھائے جاتے ہیں۔ وہ اس علاقے میں نہیں جہاں جرمنی ان کی کوششوں کی راہ نمائی کرے۔ ترک سیلونیکا (SALONIKA) حاصل کرنے کے در پے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید ہمارے قبضہ نے ہماری دفاع کے لئے دو ڈرڈ ناٹس DREAD NAUGHTS کے ساتھ جس پر ان کو توقع تھی کہ یونانی بیڑے کو شکست دیں گے۔ ان کو ہمارے خلاف زیادہ مشتعل کیا ہے بمقابلہ برلن کی اشتعال انگیزیوں کے۔ یہ یہ تنگ مزاجی اور جلن بلا سبب اور فضول ہے۔ اور اسی طرح ترکی کا ۵ لاکھ سپاہیوں کا حرکت میں لانا فضول ہے جبکہ وہ نہ تو ان کا انتظام کر سکتے ہیں نہ تو رسد مہیا کر سکتے ہیں۔ بہر صورت دونوں باتیں خطرناک ہیں۔ اتفاق ثلاثہ ENTENTE POWERS کے لئے خطرناک نہیں جو ترکی کی کسی بھی کوشش کے لئے یا اشتعال انگیزی دنداں شکن جواب دے سکتے ہیں بلکہ ترکی کے لئے خود بھی ترکی کو عالمی جد و جہد کی حقیقی اثرات کی سے انتہائی بنیادی معلومات کو جو فہم عامہ کے مترادف ہو۔ اپنے اوپر اس طرح عاید کرے کہ مکمل غیر جانبداری ہو اور دعدوں کی پاسداری ہو۔ بد قسمتی سے ترکی کے لئے ہم یقین نہیں دلا سکتے کہ فہم عامہ انور اور کمیٹی پر غالب ہو تاکہ وہ اپنے ملک کو اس فلاکت سے بچا سکیں۔ جو ناقابل تلافی اور آخری ہوگی۔

THE TIMES ٹائمز

THE DREAD NAUGHT WAS THE FIRST ALL BIG GUN SHIP DESIGNED FOR ADMIRAL FISHER. 1905

ترکوں کا انتخاب

عربی مقولہ ہے کہ جنگ فریب ہے۔ اور انگریزی کہاوت "ہر بات جنگ اور محبت میں جائز ہے" اس مقولہ کی صرف موافقت ہی نہیں کرتی بلکہ محبت اور نفرت کے درمیان متضاد جذبات کی مشابہت کی طرف اشارہ کرکے اس مفہوم کو وسعت بخشتی ہے۔ محبت میں فریب کو روا رکھنا، واضح ہو سکتا ہے اور نہیں بھی لیکن جنگ میں اس (فریب) کی ضرورت واضح ہے۔ جنگ کا مقصد اپنے کم سے کم مصارف پر دشمن کو انتہائی صدمہ اور شدید نقصان پہنچا کر اس کی طاقت کو تباہ کرنا ہے۔ زمانۂ قدیم میں دشمن کو مغلوب یا تباہ کرنے کے لئے صرف قوت ہی پر بھروسہ کیا گیا ہوگا۔ لیکن جلد ہی زمانہ قدیم کے انسان کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ بعض اوقات مکاری ایسے ہی کامیاب ہوتا ہے جیسے کے ایک جری، اور جدوجہد میں قوت کے مقابلہ میں ہنر کم اثر انداز نہیں ہوتا۔ یکساں قوت رکھنے والی دو افواج کے درمیان، قیادت ہی تمام فرق پیدا کر دیتی ہے اور اکثر عمدہ رہنمائی میں کم تعداد والی فوج فتحیاب ہوتی ہے اس فوج کے مقابلے میں جس کی ناقص رہنمائی ہے اگرچہ اس کی راہ استقامت اور پیشقدمی میں کچھ کمی نہیں۔ یہ بغیر اہمیت کے نہیں کہ فن حرب یا عسکری امامت، اور جنگی حکمت عملی یا عیاری ایک ہی مصدر سے ماخوذ ہیں۔

نکتہ حقیقتاً اس قدر واضح ہے کہ مزید تشریح طلب نہیں لیکن جو بات ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جنگی عیاری کا فائدہ صرف میدان جنگ ہی میں نہیں جبکہ جنگ جاری ہو، بلکہ جنگ سے قبل اور دوران جنگ ہیں۔ چانسلر یوف

(CHANCELLORIES) میں بھی ایک قوم کے لئے یہ کافی نہیں کہ دوران مہم کوئی عسکری غلطی نہ کرے، بلکہ مہم کی ابتدا نہ تو کسی سیاسی غلطی سے کرنا چاہیئے اور نہ دوران مہم اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ڈبلو۔ سی۔ بلنٹ (W.C. BLUNT) اپنی کتاب "مصر پر برطانوی قبضہ کی خفیہ تاریخ" (SECRET HISTORY OF THE BRITISH OCCUPATION OF EGYPT) میں بتاتا ہے کہ سر آکلینڈ کالون مرحوم[1] LATE SIR AUCKLAND COLVIN نے مصر کی داخلی مشکلات میں برطانوی جبریہ مداخلت کی مسلسل کوشش کی تھی اور اسکندریہ پر بمباری سے چند ہفتے پہلے اس نے خود پر بہت سی عشرتیں اور تمام آرام حرام کرلیا تھا۔ جنگی جہاز پر سوار ہونے اور بمباری کے شروع ہونے کے فوراً بعد وہ سونے چلا گیا اور وہ پرسکون نیند سویا باوجودیکہ توپیں آگ اگلتی رہیں۔ اب جو توپیں برسرپیکار ہیں نیند کا لطف ایسے حالات میں نہیں حاصل کرسکتیں جبکہ سیاستداں جو جنگ کے لئے تلے ہیں انھوں نے لوگوں کے جذبات و جوش کو نقطۂ عروج پر جو اس مقصد کے لئے ضروری ہے، پہنچا دیا ہے، اور نتیجتاً جنگ کی اول پیش قدمیں پہلے ہی عمل میں آچکی ہیں اور جبکہ اس کے دوبارہ قیام کے لئے کوئی خوشگوار موقع بھی نہیں۔ وہ سیاستداں جبکہ بستر استراحت پر جاتے ہیں تو ان کا ضمیر الجھتا رہتا ہے اور یہ اطمینان کہ انھوں نے اپنا فرض انجام دیا، مفقود ہوتا

---

[1] SIR AUCKLAND COLVIN (۱۸۳۸ء-۱۹۰۸ء) ولادت کلکتہ۔ انڈین سول سروس میں شمولیت ۱۸۵۸ء مصر میں بحیثیت انگریز کمپٹرولر جنرل (۱۸۸۰ء-۸۲) خدیو بحیثیت مشیر مالیات (۱۸۸۳ء-۸۷) لفٹننٹ گورنر صوبہ شمالی مغربی (۱۸۸۷ء-۹۲) مصنف THE MAKING OF MODERN EGYPT (مصر جدید کی تعمیر) اور اپنے والد کی سوانح حیات۔

ہے۔ وہ تمام کام اس لئے کرتے ہیں کہ اپنے ملک یا اپنی جماعت کے وہ تمام
فائدہ حاصل کریں جس کا اندازہ جنگ سے کرتے ہیں۔ ایک وزیر خارجہ
کے تصرف میں شاذونادر ایک مختصر تر دن ہوتا ان آٹھ گھنٹوں میں سے ایک کے
مقابلہ میں جبکہ نقارہ امن کے بجنے کا زمانہ ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ طبلِ مریخ
بانسری کی موسیقی پر غالب آجاتے ہیں تو (THE PAN)[1] وزیر خارجہ انتہائی
خوش قسمت ہے اگر وہ انتہائی کاہل نہیں وہ دن اور رات کے آٹھ گھنٹے حاصل
کرسکتا ہے جن کو اپنا کہہ سکے۔ فوج کے پاس ہی صرف عظیم جنرل اسٹاف
(GREATGENERAL STAFF) نہیں ہوتا بلکہ مدبری (DIPLOMACY)
کے پاس بھی اس کے اپنے جنرل اسٹاف، اپنے نپولین یا مالٹکے (MOLTKE)
ہوتے ہیں۔ یہ محض میدان کارزار کا حصہ نہیں بلکہ محکمہ خارجہ کو بھی عسکری عیاری
اور شاطری میں دخل ہوتا ہے۔ مقصدِ جنگ جیسا کہ ہم پہلے تذکرہ کر چکے ہیں،
خود انتہائی کم اصراف برداشت کرکے، دشمن کو انتہائی نقصان پہنچا کر اس کی
قوت تباہ و برباد کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اس سے بہتر اور کیا
عسکری حکمت عملی ہوسکتی ہے کہ اپنے پڑوسیوں میں سے کسی ایک کو جنگ کے
لئے مشتعل کردیا جائے یا کم از کم نقصانات اور تکالیف میں شرکت کے لئے تیار
کرلیا جائے۔ دعوت نامہ کا مقصد بالکل یہی ہے۔ لیکن تاہم "مکڑے" کے
بہت سے پیامات "مکھی" تک پہنچتے ہیں جن میں ممکنہ شیریں انداز میں التجا ہوتی
ہے کہ "مکھی" اپنی غیر جانبداری کی آزادی ترک کردے اور "مکڑے" کے
چھوٹے سے آرام دہ کمرہ جنگ میں داخل ہو جائے۔ اس عظیم ترین جدوجہد

---

[1] THE PAN = یونانی دیہقانی دیوتا، الحاد یا قبل مسیح کی غیر اخلاقی دنیا

ہیں، دنیا کی ابتدار سے، ہماری سعادت یا شومئی قسمت کہ ہم نے تحریک استعانت کی۔ اس موقع پر کیسے ممکن تھا کہ غیر جانبدار اقوام جنگجوؤں کے خوشامدانہ طریقۂ کار سے محفوظ رہتیں۔ ہر مملکت جو خیالی طور پر آزاد ہے اس کے تصورات اوّلین پر جنگجو خواستگار اپنی توجہات سے پیہم انتشار برپا کر رہے ہوں گے۔ محض جذبات کے مقابلہ میں دنیادی مفاد کے لئے اپیل کامیاب ہو رہی ہوگی اور "خوشامد" مستقیم سپردگی اخلاص اور انس کی یاد دہانی کے نقش قدم پر گامزن ہوگی۔

اطالیہ اور ترکی دہ دو طاقتیں ہیں جن کی مستقل طور پر حمایت حاصل کرنے کی آج کوشش کی جارہی ہے، اور حصول مقصد کے لئے یہ پارینہ معروضی درس ہے کہ اتحادیوں (ALLIANCE) اور اتفاقیوں (ENTENTE) کی کوششوں کا مشاہدہ کیا جائے جو ان (اطالیہ اور ترکی) کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کی دست اعانت حاصل کرنے کی جدوجہد زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہی۔ وہ ایک آسان فرار تھی۔ اطالیہ کی اتاری ہوئی ٹیوٹن (TEUTON) کی نسبتی انگشتری، سلاو (SLAV) اور سلٹ (CELT) نے جلد ہی برطانیہ کی انگلی پر پہنا دی، اور ایک یا دو دن کے وقفہ میں بطور بدل ایک انگوٹھی حاصل کی تاکہ مزید پابندی کی اہمیت ہو سکے۔ لیکن جرمنی اور آسٹریا نے عرصہ تک اپنی تمام امیدیں منقطع نہیں کیں کہ اطالیہ کو دعدۂ دصال کی تکمیل کرنا ہے۔ جبکہ اتفاق ثلاثہ (ENTENTE POWERS) کی طاقتوں کو آج بھی جانفزا توقعات ہیں کہ بے وفا محبوب کو پادری کے الفاظ "کیا تم عمل کرو گے؟" کہنے کے لئے اکسائیں اگر نیم رضا ہو تاہم سخت پابندی کر "میں عمل کروں گا" ترکی جس سے

اتفاق ثلاثہ کے ایک رکن نے ہمیشہ ظلم و نفرت کیا۔ اور دو دشمن دو ارکان
نے ۱۸۸۶ء سے اس کو (ترکی) عملاً نظر انداز کیا اور حقوق سے محروم کیا۔
اور جس سے اتحاد ثلاثہ (ALLIANCE POWERS) کے دو ارکان نے
غارتگری اور تیسرے رکن نے فریب اور مکر کیا اُس (ترکی) کو یکایک یہ معلوم ہوا
کہ وہ ایک ایسا شخص ہے جس کی عنایتیں کچھ نتائج رکھتی ہیں لیکن ان سے
روگردانی کی جا سکتی ہے اور نہ تو بالکل تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ترکی کو مفتوح کرنا
ہے اس لئے اس سے اظہار وصال ہے یا کم از کم باور کرانا ہے کہ قابلِ نفرین
رقیب کسی صورت میں بھی اس کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ زمانے کے انقلابات
بہت سی تبدیلیاں لاتے ہیں۔ لیکن جذبات کا تغیر، نفرت یا قطعی اجنبیت سے
محبت کی جانب آسانی سے مائل و متاثر نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے بہت
سی زیادہ رغبت اور دنیا بھر کی ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ ہم کو بتایا گیا
ہے اور ہم نے خود مشاہدہ بھی کیا ہے جو یقین کرنے کے لئے کافی ہے کہ
جرمنوں کا تدبر احمقانہ ہے۔ سر ایڈورڈ گرے[1] (SIR EDWARD GREY)

---

[1] سر ایڈورڈ گرے۔ نائب معتمد۔ مملکت برائے خارجہ (۹۵-۱۸۹۲ء) معتمد مملکت
برائے خارجہ (۱۶-۱۹۰۵ء) برطانیہ عظمیٰ، فرانس اور روس سے اتحاد کے ذریعہ اتفاق
ثلاثہ کا استحکام کیا۔ لندن صلح کانفرنس (۱۳-۱۹۱۲ء) میں بلقان مسائل میں
گفت و شنید میں اہم حصہ لیا۔ خرابی صحت کے باعث ۱۹۱۶ء میں مستعفی
ہو گئے۔ ۱۹۱۹ء میں برطانوی سفیر کی حیثیت سے امریکہ میں صلح کی بات چیت میں
عارضی خدمت انجام دی۔ ۱۹۲۸ء میں اکسفورڈ یونیورسٹی کے چانسلر ہوئے۔ ۱۹۲۵ء
میں دو جلدوں میں اپنی کتاب ۲۵ سال (۱۹۱۶-۱۸۹۲) اور ۱۹۲۶ء میں فالوڈن پیپرز
شائع کی۔

کی مدبری کے متعلق ابھی ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے ، اور درحقیقت کچھ کہہ بھی نہیں سکتے بجز اس کے کہ مثل اس شخص کے جس نے تاتار کو گرفتار کیا۔ اس کی طرح اسس۔ (GRE..S) کی عیاری نے مسکووڈ[1] (MUSCOVY) کے تاتار کو محصور کیا۔ گرے (GREY) کے تدبّر کے اظہار کا اور کوئی موقع نظر نہیں آتا۔ اگر ہم اس کے کھاتہ کے جمع و خرچ پر غور کریں جو ایک دوسرے کے قاطع ہیں جبکہ آٹھ سال کے طویل عرصہ تک یورپ کے امن کو تکبرانہ محفوظ کرنے کے بعد اس نے اپنے ملک کو بہ اعتبار تناسب غیر متوازی جنگ میں مبتلا پایا۔ آج ہم ہوشیار ٹائمز (TIMES) اور اس کی خوبصورت لاف زنی سے ، جو دو خوبیوں کی حامل ہے بہت زیادہ متاثر اور رنجور ہیں۔

نالیہ کے معاملہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے میکالے (MACAULAY) اپنے مضمون "میکاولی" (MACHIAVELLI) میں رقمطراز ہے جبکہ غیر شائستہ اقوام نے شائستہ اطالیوں کے درمیان سخت کوشش سے اپنے مقاصد حاصل کئے تو ہر عمل ادراک کی بلندی سے انجام پذیر ہوتا تھا

---

[1] MUSCOVY : ماسکو کا مخصوص حصّہ

ان کی جنگوں کو جوان کے ہمسایوں کے امن کے مقابلہ میں تساہلی کی حامل
تھیں، عسکری لیاقت کے بجائے مدنی خوبیوں کی ضرورت تھی۔ غرضکہ
جب دوسرے ممالک میں جرأت نقطۂ احترام تھی، اطالیہ میں عیاری،
مبادا ہم اس قوم پر جس پر فن و ادب ودیعت کیا گیا ہے، بہتان کے
ذمہ دار ٹھہرائے جائیں ہمیں یہ مکرر عرض کرنا ہے کہ ان مشاہدات کا
جن کا مصنف میکالے (MACAULAY) تھا جو حکومت ہند کا رکن قانون
(LAW MEMBER) تھا۔ شاید اس سے زیادہ اہمیت اور کیا ہو سکتی
ہے کہ وہ گنگا کے نشیبی صوبہ پر گراں بار فیصلہ کا مصنف بھی تھا۔
بہر صورت ٹائمیز (TIMES) کو واضح طور پر تمام ہوشیاری کی
ضرورت تھی تاکہ اطالیہ کو اس امر پر مائیل کرے کہ اپنے سابقہ تعلقات
منقطع کرنے کے بعد فوراً ہی نئے خواستگار سے منسلک ہو جائے۔
اس کوشش کے لئے ہم ٹائمز (TIMES) کو موردِ الزام نہیں ٹھہراتے
کیونکہ اس جریدے کے لئے یہ انتہائی فطری امر تھا جبکہ اس نے
انگلستان میں ٹوری جماعت (TORIES) کی خارجہ پالیسی کی حمایت
میں لبرل (LIBERAL) اور لیبر (LABOUR) پارٹی کے کچھ ارکان
کی آراء تبدیل کرنے میں شاندار کامیابی حاصل کی کبھی بھی اس سے
زیادہ مکمل کامیابی نہ ہوئی اور نہ تو کبھی کسی جریدے نے اس طرح
سیاسی مہم کو اس سے زیادہ ذکاوت اور عمدگی سے منظم کیا۔ جنگ
کے ماخذ اور اس کی غیر ذمہ داریوں کی بابت برطانیہ عظمیٰ کا مطمح نظر
جو کچھ بھی ہو، ہم کو بلا تکلف یہ تسلیم کر لینا چاہیئے کہ آج موجودہ جنگ
کی پالیسی برطانیہ عظمیٰ کی قومی پالیسی ہے، اور جب تک برطانیہ عظمیٰ

جنگجویوں میں سے ایک ہے۔ ہز مجیسٹی (HIS MAJESTY) کی ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ کم از کم ان تمام اعمال سے اپنے کو باز رکھے جو کسی لحاظ اور کسی درجہ سے ہز مجیسٹی (HIS MAJESTY) کی حکومت کے لئے پریشان کن ہوں جبکہ شہنشاہ کی حکومت اس جنگ کو ایک کامیاب نتیجہ تک پہنچانے کی کوشاں ہے۔ لیکن چونکہ ہم کو یقین ہے کہ وہ الفاظ جو ہم دنیا کے گوشۂ تاریک میں ادا کر رہے ہیں کسی طرح بھی عوام اور حکومتِ اطالیہ کو متاثر نہیں کر سکیں گے لہٰذا ہم اس تضاد کی طرف اشارہ کرنے کی جسارت کرتے ہیں جو ٹائمز (TIMES) کے طریقۂ سلوک میں دو غیر جانبدار مملکتیں، اطالیہ اور ترکی کی طرف ہے۔

اتحادِ ثلاثہ (TRIPPLE ALLIANCE) کی شرائط کبھی بھی اشاعت پذیر نہ ہوئیں۔ پس، یہ ہوسکتا ہے کہ اطالیہ نے اس جنگ میں اپنی غیر جانبداری کا اعلان کر کے اور اپنی قسمت کو اپنے قدیم اتحادیوں سے منسلک نہ کر کے، جرمنی اور آسٹریا کے معاہدہ کو محض "کاغذ کا ٹکڑا" تصور نہیں کیا، جیسا کہ جرمنی کے چانسلر نے بلجین (BELGIAN) کی غیر جانبداری سے متعلق معاہدہ کے بارے میں تصور کیا ہے اور بحیثیت ایک دھندلی تحریر کے جو ایک پشت پہلے تعجیل میں لکھی گئی جیسا کہ ایک انگریزی مجلہ نے اس معاہدہ کے متعلق بیان کیا جس کی دو سال پہلے تجدید کی گئی۔ لیکن اس کے برخلاف۔ اطالیہ صرف الفاظ سے وابستہ ہوگیا۔ غرضکہ یہ پندار اور وقار کی بات تھی۔ جہاں تک اطالیہ کے مفاد کا تعلق ہے، جس لمحہ اس نے اپنے کو طرابلس (TRIPOLI) کے ساحلی علاقوں کے ساتھ ساتھ بحیرۂ روم کے جنوبی ساحل کے ضمن میں پابند کیا۔ ہم نے

باور کر لیا تھا کہ اتحادِ ثلاثہ بے جان ہو گیا اور پس آسٹریا اور جرمنی کے مابین معاہدہ باقی رہ گیا۔ اطالیہ کا تجربہ جو اس کے رفقاء (ALLIES) کے لئے خصوصاً باعثِ کشش و دلچسپی تھا۔ اپنے رفقا کی مدد، انگلستان اور فرانس کے خلاف، بحیرۂ روم اور بحیرۂ ایڈریاٹک (ADRIATIC) کے خطوں میں نہ کر سکا، بغیر طرابلس کے ساحلی علاقوں پر اپنے قبضہ کو خطرے میں مبتلا کئے۔ اب جبکہ اطالیہ رفقاء کی مدد نہیں کر رہا ہے اس کو اپنے کھوئے ہوئے علاقوں (ITALIA IRREDENTA) - تاریخی اور لسانی اعتبار سے مملکت اطالیہ سے وابستہ ہونا چاہئے اور سیاسی طور پر منتشر ہوں) کو واپس لینے کی کوشش کرنا چاہئے بلکہ بزورِ شمشیر حاصل کرنا چاہئے اس سے بہتر موقع یقیناً اب دوبارہ نہیں آئے گا۔ ممکن ہے اس صورت میں دوسروں کے مفاد کا اظہار نہ ہو لیکن طرابلس (TRIPOLI) کو حاصل کرنے کے بعد اطالیہ کے لئے یہ امر ناقابل تسخیر نہیں ہونا چاہئے۔ اگرچہ اس کے مدبرین اس کی لذتِ طبع کو دو بالا کرنے کے لئے کوئی واضح اصول وضع نہیں کر سکے ہیں۔ ممکن ہے اطالیہ اس موقع کا منتظر ہے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، ٹائمز (TIMES) کی تمام مدافعانہ تدابیر کے باوجود اس کا اپنا وقت (TIME) (اتفاقِ ثلاثہ (ENTENTE POWERS) کے لئے اغلب ہے وہ مناسبت نہ رکھے جیسا کہ اب اور آج ہے۔ اگرچہ یہ یقینی معلوم ہوتا ہے کہ کسی حالت میں بھی اطالیہ ہیپسبرگ[1] (HAPS BERG) کی طرف سے

---

[1] IN EUROPEAN HISTORY, HAPS BERG WERE DEFENDERS OF GERMANY AGAINST FRANCE. OF EUROPE AGAINST TURKS AND OF CATHOLICISN IN THE COUNTERREFORMATION (COLLIERS ENCYCLOPEDIA VOl. II P. 641)

جنگ نہیں کرے گا۔ غرض ٹائمز (TIMES) نے بہت سوچا سمجھا طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس نے موجودہ جنگ میں اطالیہ کی سرد دلی پر نکتہ چینی کی مخالفت میں پہلے بظاہر پرجوش مدافعت کی۔ اس جریدہ کے مطابق یہ نکتہ چینیاں ان مشکلات کو خاطر میں نہیں لاتیں جنھوں نے اطالیہ کو یکایک لڑائی چھڑ جانے پر ان کو گھیرا ہے۔ اور بعدہٗ یہ جریدہ اطالیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے تاثرات کا اظہار کرے کہ اس کے وقار اور اس کے اقتدار پر کیا نتائج اثر انداز ہوں گے اگر برطانوی اور فرانسیسی بحری بیڑے سلاؤ (SLAV) کو اس کے خلاف ساحلوں کے آزاد چھوڑ دیتے ہیں اور ڈالماشیا (DALMATIA) اور اِسٹریا (ISTRIA) کے اطالیوں کا کیا بنے گا جبکہ وہ (اطالیہ) خاموش رہے گا۔ ہم کو شمہ برابر بھی شبہ نہیں، جیساکہ ٹائمز (TIMES) کا کہنا ہے کہ اطالیہ کے سابقہ رفقاء نے بہت ہی دلفریب پیشکش کی لیکن اطالیہ نے فریب میں مبتلا ہونے سے صاف انکار کردیا۔ اس نے اپنی غیر جانبداری کے اعلان میں تعجیل سے کام لیا۔ ٹائمز (TIMES) دریافت کرتا ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا وہ (اطالیہ) کرسکتا تھا؟ مزید ٹائمز مستفسر ہے " اور کس طور پر وہ (اطالیہ) موقع و محل کی فوری ضرورت کا سامنا، مناسب طریقہ پر کرتا؟ کیا یہ توقع کرنا مناسب تھا کہ اطالیہ اپنے رفقاء سے برسرِ پیکار ہوتا قبل اس کے اُس کے مفاد براہ راست خطرہ میں مبتلا ہوتے؟ اس کے اس فعل پر اس کے ذاتی وقار نے کیا فیصلہ صادر کیا ہوتا؟ " اب، جبکہ ہم ٹائمز (TIMES) کو اپنا پرخلوص خراج تحسین پیش کرتے ہیں اس امر کے لئے جو اس نے اپنی آخری اپیل کے زیرک دیباچہ میں جو اطالیہ کی فہم و ذکا سے کی ہے اس میں اطالیہ کے گہرے اور لازمی مفاد کی طرف اس کی توجہ

راغب کرائی ہے تاکہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اور اپنی تقدیر کا مختار بن کر موجودہ جدوجہد میں، انگلستان اور فرانس کے ساتھ صف بستہ ہو جائے،
ہم یہ اشارہ کرنے پر مجبور ہیں کہ اگرچہ انداز بحث و تمحیص ٹائمز کی خصوصیات ہیں لیکن ان کا تعلق تاج کے وزراء کے بیانات سے نہیں ہوتا مثلاً مسٹر ایسکوئیتھ (MR. ASQUITH)[1] نہ تو ایسے قائدین تحریر و تخیل سے ہوتا ہے جیسے مسٹر ایچ-جی- ولز (MR. H-G. WELLS)[2] جن کا اخلاص ہر فرد و بشر کے لئے واضح ہے خواہ وہ جنگ کی ابتداء کے بارے میں کچھ اور خیال کیوں نہ رکھتے ہوں۔

بہرحال ہم نے فیصلہ کرنے کے لئے ابتداء نہیں کی، بلکہ محض مقابلہ اور موازنہ کرنے کے لئے۔ اب ہم ٹائمز (TIMES) کی اس حکمت کی طرف دوبارہ توجہ کرتے ہیں جس میں اس نے ترک کو انتخاب کرنے میں مدد کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگرچہ ہم پہلے ہی اظہار کر چکے ہیں کہ ترکوں کے نقطۂ نظر سے۔ جو واحد نقطۂ نظر ہے جس کو ترک پسند

---

[1] HERBERT HENRY ASQUITH : اسکوئیتھ اور اکسفورڈ کا اول ارل (EARL)، (۱۸۵۲–۱۹۲۸ء) ممبر پارلیمنٹ برطانیہ (۱۸۸۶–۱۹۱۸ء، ۱۹۲۰–۲۴ء) ہوم سکریٹری (۱۸۹۲–۹۵ء) چانسلر آف اکسچکر (وزیر مالیات)، (۱۹۰۵–۸ء)۔ وزیر اعظم (۱۹۰۸–۱۶ء) پارلیمنٹ ایکٹ ۱۹۱۱ء کو پاس کرایا۔ دارالامراء کے حق تنسیخ VETO POWER کو ختم کیا HOME RULE BILL بابت آئرلینڈ اور WELSH DIS-ESTABLISHMENT ACT پاس کرائے۔

[2] H. G. WELLS (۱۸۶۶–۱۹۴۶ء) مشہور و معروف انگریز ناول نگار، مستند تاریخ داں، تاریخ نویس اور سماجی مصلح۔ مقالہ نگاری اور سائنس کا معلم تقریباً دو درجن کتب کا مصنف، جن میں OUTLINE OF HISTORY کو عالمی شہرت حاصل ہے۔

کرسکتے ہیں جیسا کہ ہماری مستحکم رائے ہے کہ ترکوں کے لئے مناسب ہے کہ موجودہ نزاع و جد و جہد میں
اپنی مضبوط ترین غیر جانبداری قائم رکھیں۔ ہم نے انتہائی دردِ غم کے ساتھ "ٹائمز" کا مقالہ "ترکوں کا
انتخاب" (CI OICE OF TURKS) پڑھا اور دو متبادلوں یعنی غیر جانبداری اور جرمنی کی استعانت
کے علاوہ تیسری پسند جنگ کریمیا[1] اور برلن کانفرنس کے اتحادیوں کی استعانت کا شمہ برابر ممکنہ وجود
پانے سے ناکام ہوئے اور اس حد تک کہ انگلستان میں "عظیم ایلچی" کے پامرسٹن[2] PALMERSTON
OF THE "GREAT ELCHI" اور ڈیزرائیلی (DISRAELI)[3] کے زمانہ وزارت میں جو خیر خواہی کا

ط[1] THE CRIMEAN WAR (۱۸۵۴ تا ۱۸۵۶ء) اس نظریہ سے کہ ترکی کی طاقت منقسم ہو جائے
یا ترکی تباہ ہو جائے اور ترکی کے علاقے بشمول آبنائے روس کے تحت آجائیں۔ اس نے یہ جد و جہد جاری
کی کہ اپنے عساکر حکم دیا کہ ترکی کے ماتحت ڈینوب کا علاقہ (THE DANUBIAN PROVINCES)
پر قبضہ کر لیا جائے (۱۸۵۳ء)۔ ۱۸۵۴ء میں برطانیہ اور فرانس نے اس سے مطالبہ کیا کہ اپنے عساکر
واپس بلائے لیکن انکار ہونے کی صورت میں دونوں نے اعلان جنگ کر دیا۔ کریمیا CRIMEA
کے علاقے میں سیبسٹوپول (SEBASTOPOL) کے مقام پر حملہ کی تیاری کی گئی۔ لہٰذا روس
اپنی افواج واپس بلانے کے لئے مجبور ہو گیا اور صلح پیرس کے ذریعہ روس کو مالداویہ
(MOLDAVIA) کا علاقہ بھی دینا پڑا۔ اور بحر اسود علاقہ کو غیر جانبدار قرار دینا پڑا۔

1. BENNS, F.L: EUROPEAN HISTORY SINCE 1870. APPLETON 1955, P. 209.
2. CARTER, E.H.: A HISTORY OF BRITAIN. OXFORD U.P. 1937 chap XXXVIII

ط[2] HENRY TEMPLE, VISCOUNT PALMESTON (۱۷۸۴ - ۱۸۶۵ء)
گرے (GREY) اور ملبورن (MELBOURNE) وزارتوں میں بحیثیت معتمد خارجہ (۱۸۳۰ - ۴۱ء)
اور اسی حیثیت میں دوران (۱۸۴۶ - ۵۱ء) رسل (RUSSEL) کے ساتھ۔ ہوم سکریٹری (۱۸۵۲ - ۵ء)
وزیر اعظم برطانیہ (۱۸۵۵ - ۸، ۱۸۵۹ - ۶۵ء)
پامرسٹن کے اندر اپنی قوم کے افراد کی مزاج شناسی کی خصوصیت تھی لیکن تنگ پن اور دوسری اقوام
کے لئے تحقیر کا عنصر شامل تھا۔ کوئی بھی اہم موقع بغیر اپنی مرضی و منشا کے روا نہیں رکھتا تھا۔
یورپی ممالک میں اس کو توقیر حاصل نہ تھی۔ اس کے بہت سے کام برطانیہ کے لئے نقصان دہ تھے
اور دوسرے ممالک کیلئے غیر مناسب
CARTER, E.H: A HISTORY OF BRITAIN.
OXFORD UNI PRESS. 1937. P 825-6

ط[3] BENJAMIN DISRAELI (۱۸۰۴ - ۱۸۸۱ء)
یہودی النسل، انگریزی پبلک اسکول سے غیر متعلق ہو کر، ارادت اور لیاقت کے ساتھ ترقی کی
اور ۳۹ سال تک برطانوی پارلیمنٹ کا رکن رہا۔ پہلی وزارت ۱۸۶۸ء میں بنائی، دوسری وزارت
(۱۸۷۴ - ۸۰ء)۔ نہر سوئیز کمپنی کے ۴۰ فیصد حصہ خریدے (۱۸۷۵ء) برلن کانگریس (۱۸۷۸ء)
میں روس کے خلاف ترکوں کی حمایت کی۔

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴ پر

ستون ترکی کی موافقت میں ایستادہ تھا اس کو ترکوں نے اپنی بے اعتدالیوں سے گرادیا ہے۔ ترک اس کے لئے مجرم اور معتوب ہیں لیکن کتنے مسلمان یہ باور کرنے کے لئے تیار ہیں کہ ریزہ برابر ذمہ داری انگلستان کے در پر نہیں یا ایسی شخصیتوں پر جیسے متعصب گلیڈسٹن (GLAD STONE) حقارت کرنے والا سلیزبری[1] (SALISBURY) خوابیدہ لوتھر[3] (LOWTHER) اور تمام موجودہ وزرا کی جماعت، دونوں خاموش اور گوناگوں احمقانہ خوبیوں کے حامل، جنھوں نے قابل ذکر افسوس خلیج قائم کردی ہے؟ لیکن ہم یہ درگزر کرتے ہیں۔ یہ وقت توصیف اور تلزیم کے بانٹنے کا نہیں ہے۔ ہم نے اپنے سفینہ کو خطرناک سمندر میں ڈال دیا ہے، دوسرے اور، زیادہ عملی مقصد کے لئے انگریزی اور ترک تعلقات کی موجودہ صورت کی جو کچھ بھی اسباب یا ذمہ داریاں ہوں، ہماری آرزو یہ ہے کہ بجائے یہ امکانات ہوں کہ ترکی انگریزوں کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کرے، بلکہ یہ ہونا چاہئے انگلستان کے دشمنوں کے ساتھ ترکی وابستگی کے امکانات نہ ہوں۔ لیکن کیا اس مقصد کے لئے ٹائمز کی حکمت خوئی دیگر انتہائی اثر کن طریقہ ہے؟

بقیہ نوٹ صفحہ ۲۳ ۔ بلغاریہ، افغان اور زولو کے معاملہ میں اس کو شکست ہوئی اور سال آئندہ اس کا انتقال ہوگیا۔

CARTER, E H: A HISTORY OF BRITAIN. OXFORD UNI P. 1937 chap XL

[1] WILLIAM EWART GLADSTONE (۱۸۰۹ - ۱۸۹۸ء) چار دفعہ انگلستان کا وزیر اعظم ہوا۔ پامرسٹن کا ماتحت آزاد تجارت (FREE TRADE) کی حمایت کی۔ مزید برآں جن اہم امور کے لئے اس کا نام منسوب ہے وہ DISESTABLISHMENT OF IRISH CHURCH) بلغاریہ میں ترکوں کے استبداد کی مذمت، آئرلینڈ کی حکومت کی اصلاح اور ہوم رول بل HOME RULE BILL جس پر اس کو شکست ہوئی۔

WEBSTERS BIGRAPHICAL DICTIONARY 1st ed P. 599.

[2] SALISBURY ROBERT ARTHUR TALBOT GAS'COYNE CEICIL (۱۸۳۰-۱۹۰۳ء) 3rd MARQUIS OF SALISBURY ۔ سکریٹری برائے ہند (۶۸-۱۸۶۶؛ ۱۸۷۴-۷۸ء) سکریٹری برائے خارجہ (۱۸۷۸ء) - برطانیہ کا وزیر اعظم ۸۶-۱۸۸۵؛ ۱۸۸۶-۹۲؛ ۱۸۹۵-۱۹۰۲ء) ہوشیاری سے استعماریت پر عمل کرتا رہا۔ برما کو برطانوی سامراج میں شامل کیا۔ بالائی دریائے نیل اور زنجبار پر قبضہ مستحکم کیا؛ چین میں کھلا دروازہ حاصل کیا، ۱۸۹۶ء میں سوڈان دوبارہ فتح کیا، آرمینیوں کے ظلم و جور سے بدلہ لینے سے انکار کیا اور بور جنگ (BOER WAR) کے بعد کنارہ کش ہوگیا (۱۹۰۲ء)

(WEBSTER'S BIOGRAPHICAL DICTIONAY 1ST ED. P. 871)

اس کے زمانے میں برطانوی سلطنت دنیا میں بحیثیت طاقتورترین تسلیم کی گئی۔

(CARTER, H.E: A HISTORY OF BRITAIN. OXFORD U.P. 1937 CHAP. XL")